نام کتاب	:	دعوت وتبلیغ: مفہوم اور تقاضے
مصنف	:	مولانا محمد شمشاد ندوی استاذ جامعۃ الہدایہ، رام گڑھ روڈ، لال واس، جے پور راجستھان mdshamshadnadwi@gmail.com Mb. 09829158105
سن اشاعت	:	۲۰۱۲
ایڈیشن	:	اوّل
تعداد	:	ایک ہزار
صفحات	:	۱۲
سائز	:	23x36
قیمت	:	
کمپوزنگ	:	القلم کمپیوٹرس، رام گنج جے پور (راجستھان)
ناشر	:	الکریم اسلامک اکیڈمی ،شیوہر (بہار)

دعوت وتبلیغ: مفہوم اور تقاضے

یہ دنیا قدرت کا عظیم شاہکار ہے اور اس کائنات میں انسان اشرف المخلوقات اور اللہ کا خلیفہ ہے۔ شیطان اس کا ازلی دشمن ہے۔ اللہ کی فرماں برداری پر جنت ملتی ہے جب کہ نفس اور شیطان کی پیروی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ یہ دنیا دار العمل ہے اور اس کائنات کی تمام نعمتیں اور خزانے انسان کے لیے مسخر کر دیئے گئے ہیں۔ البتہ خالقِ کائنات نے انسان کو ایک خاص مقصد کے لیے بھیجا ہے۔ لہٰذا وہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی اتباع میں زندگی گذارے اور اپنے فرائض و ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری فرمایا تا کہ انسان صراطِ مستقیم پر چلتے ہوئے اللہ کی رضا اور خوشنودی اور جنت کو حاصل کر لے اور شیطان کے مکر وفریب سے بچ کر دونوں جہاں میں کامیاب ہو جائے۔ سب سے اخیر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، آپ کی بعثت کے وقت دنیا ضلالت و گمراہی، ظلم وستم، حق تلفی و ناانصافی، قتل و غارتگری اور جنگ وجدل کی آماجگاہ بن چکی تھی۔ دنیا تباہی کے دہانے پر آ چکی تھی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو تباہی سے گمراہی سے نکال کر ہدایت و روشنی سے سرفراز کیا۔ دنیا میں امن و امان، سکون واطمینان، حق و انصاف اور کامیابی وترقی کا بول بالا ہوا۔ ہر حقدار کو اس کا حق ملا۔ حق غالب ہوا اور باطل مغلوب ہوا۔ فتح مکہ کے بعد دھیرے دھیرے اسلام کو فروغ حاصل ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں قیصر وکسریٰ کی حکومتیں اسلامی حکومت کے زیر نگیں آ گئیں۔

صحابۂ کرامؓ اور اسلافِ امت کی عملی زندگی اور ہجرت وقربانی کی وجہ سے اسلام پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہو جہاں مسلمان نہ ہوں۔ صحابۂ کرامؓ، تابعینؒ تبع تابعینؒ اور اسلافِ امت کی زندگی سراپا دعوت وتبلیغ تھی۔ قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہو کر لاکھوں انسانوں کو اسلام میں داخل کرنے کا ذریعہ بنے۔ وہ جہاں بھی گئے، اسلام ان کے ساتھ گیا۔ قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت وکامیابی کے لیے امت مسلمہ کے ایک طبقے کو دعوت و

تبلیغ کا فریضہ انجام دینا ہے۔ موجودہ دور میں دعوت وتبلیغ کی اہمیت اس طور پر بڑھ جاتی ہے کہ اسلام دشمن قوتیں جدید وسائل سے آراستہ ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتی ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مسلسل پروپیگنڈہ کر رہی ہیں۔ کتاب و رسائل، اخبارات و مجلّات، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے ذریعہ بڑے پیمانے پر غلط فہمی پھیلائی جا رہی ہے۔ مستشرقین اور عیسائی مبلغین، اسلام کو مسخ کر کے پیش کرنے میں پوری قوت لگا دی ہے۔ اس عالمی پروپیگنڈہ اور غلط فہمی کے باوجود لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان ممالک میں بھی اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے، جہاں اسلام کے خلاف پوری دنیا میں تحریک چلائی جا رہی ہے۔ باطل طاقتوں نے اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا جو منصوبہ بنایا ہے اس پر بہ تدریج عمل پیرا ہیں۔ عالمِ اسلام پر سازشی نگاہیں مرکوز ہیں۔ وہاں آپسی نفرت وعداوت کو فروغ دے کر مسلم ممالک کو ترقی و استحکام سے دور رکھنے، وہاں کے خزانوں پر مسلط ہونے اور اسرائیلی حکومت کو مزید طاقتور بنا کر صہیونی منصوبوں کو بروئے کار لانے کا ناپاک عزم ہے۔ عراق اور افغانستان کے لاکھوں مسلمان شہید کر دیئے گئے اور وہاں کے خزانوں کا بندر بانٹ کیا گیا۔ فلسطین کے مظلوم مسلمان بنیادی حقوق سے محروم ہیں، ان کی جان، مال اور عزت کو ہر وقت خطرہ درپیش ہے، ان کی زمین پر اسرائیلی کالونیاں بن رہی ہیں، غزہ دنیا کا سب سے بڑا قید خانہ بن چکا ہے۔ پورا فلسطین اسرائیلی حملوں کا شکار ہے۔ خواتین اور بچوں کے حقوق کی ایسی پامالی ہوئی ہے جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ نائن الیون کے بعد مسلمانوں کو پوری دنیا میں دہشت گرد بنا کر پیش کیا گیا۔

ہندوستان میں بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سخت گیر ہندو تنظیموں نے غلط فہمی پھیلانے، نفرت انگیز لٹریچر کو فروغ دینے اور منظّم فسادات کرنے اور دوسرے درجہ کا شہری بنانے میں اپنی ساری توانائیاں صرف کر دی ہیں۔ لیکن ان سب عالمی وملکی پروپیگنڈہ کے باوجود اسلام کی کشش غیر مسلموں کو اپنی جانب کھینچ رہی ہے اور لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ برطانیہ کا سابق وزیر اعظم ٹونی بلیئر کو اللہ نے خود اس کے گھر میں اس کو ذلیل کیا، طرفہ یہ کہ اس کی سگی سالی نے اسلام قبول کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام کے پاسباں صنم خانوں سے ملتے رہیں

گے۔نومسلموں کے واقعات پر مبنی کئی کتابیں اردو زبان میں بھی منظر عام پر آ چکی ہیں۔ان کے مطالعہ کے بعد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اسلام قیامت تک باقی رہے گا۔اسلام غالب ہو کر رہے گا اور اسلام خود ہی لوگوں کو اپنی جانب کھینچتا رہے گا۔البتہ مسلمان اپنے دعوتی فریضہ سے غافل ہونے پر ذلت و سزا کے مستحق قرار پائیں گے۔ایک نومسلم کا واقعہ بطور نمونہ یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔

''دہلی پبلک اسکول کی ایک اہم شاخ کے پرنسپل کے عہدے پر فائز رہتے ہوئے دوسرے لوازمات کے علاوہ ایک لاکھ روپئے سے زیادہ تنخواہ پانے والے شخص کو دہلی ریلوے اسٹیشن پر قلی کی نماز کی ادائیگی نے بہت متاثر کیا اور ان کے اندر اسلام کے سلسلے میں جستجو پیدا ہوئی۔تحقیق اور مطالعے کے بعد مسلمان ہو گیا۔انھوں نے خود اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ میں ایک روز احمد آباد میل سے دہلی واپس آیا۔ٹرین چند گھنٹے تاخیر سے پہنچی۔میں نے دیکھا کہ اسٹیشن پر بہت سے قلی ایک طرف جا رہے ہیں، مجھے مزدوروں کے حقوق سے ہمیشہ ہمدردی رہی ہے۔خیال آیا کہ شاید کوئی ہڑتال ہو رہی ہے۔شاید میں ان کی کچھ مدد کر سکوں۔سامنے دیکھا کہ وہ ایک جگہ سے خالی لوٹے اٹھا کر چلے، پانی بھر کر وہ ہاتھ منہ دھونے لگے، دو بجے دوپہر کے وقت ابھی ہاتھ منہ دھونے کی کیا ضرورت پیش آئی، میں سوچتا رہا۔میں نے دیکھا کہ سبھی قلی بہت سلیقے سے ہاتھ پاؤں دھو رہے ہیں اور خوب رگڑ رگڑ کر انگلیوں کے بیچ سے بھی صفائی کر رہے ہیں۔میں حیرت میں تھا کہ ایک متعین جگہ انھوں نے چٹائیاں بچھائیں۔ایک چھوٹی چٹائی آگے بچھائی گئی اور ایک قلی آگے کھڑا ہو گیا اور باقی سب لائنوں میں بہت سلیقے سے کھڑے ہو گئے اور بہت باریکی سے اپنی لائنوں کو سیدھا کیا۔آگے والے قلی نے اللہ اکبر کہا اور ہاتھ باندھ لیے۔سب لوگوں نے ساتھ ساتھ ہاتھ باندھ لیے۔اس نے تھوڑی دیر میں اللہ اکبر کہا اور جھک گیا فوراً سارے قلی جھک گئے، پھر کھڑے ہوئے اور انتہائی تربیت یافتہ فوجیوں کی طرح دیر تک کھڑے ہوتے رہے اور جھکتے رہے اور زمین پر سجدہ میں گرتے رہے۔میں اس نظم اور ڈسپلن کو دیکھ کر حیران ہوا۔معلوم کرنے پر بتایا گیا کہ یہ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں اور ہر مسلمان کو پانچ وقت اسی طرح نماز پڑھنا ضروری ہے۔میرا دل بہت متاثر ہوا۔میرے ذہن میں آیا کہ بھاڑ ڈھونے والی جاہل قوم میں یہ ڈسپلن اور نظم جس

مذہب نے پیدا کیا مجھے اسے پڑھنا چاہیے۔میں اردو بازار گیا اور انگریزی اور ہندی میں اسلام کے سلسلے میں جو کتاب مجھے ملی، لے آیا اور مطالعہ شروع کیا۔یہ کتابیں پڑھنے کے بعد میں اسلام سے بہت متاثر ہوا۔مجھے اسلام کو سمجھنے کے لیے قرآن شریف کو پڑھنے کا تقاضہ ہوا۔قرآن شریف نے میرے دل و دماغ کے دروازے کھول دیئے اور میں نے فیصلہ کیا کہ نجات کے لیے مجھے اسلام قبول کرنا چاہیئے''۔(ماہنامہ النور، بانڈی پورہ، کشمیر، نومبر ۲۰۱۰ء بحوالہ ارمغان ص ۶۳۔۶۲)

یہ واقعہ اس پیاس اور روحانی بے چینی کو واضح کرتا ہے جو برادرانِ وطن میں موجزن ہے۔ہندومت کے دیومالائی نظام سے عاجز آ کر سکون کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا ہونا ضروری ہے جو برادرانِ وطن کے ذہن وفکر، تہذیب و زبان اور مذاہب ہند کے بارے میں واقفیت حاصل کرتے ہوئے حکمت کے ساتھ غیر مسلموں میں اسلامی تعلیمات کو قول و عمل سے پیش کرے۔اسلام کی نشر و اشاعت میں جدید وسائل کو بھی بروئے کار لائے۔جو لوگ غیر مسلموں میں دعوتی کام کر رہے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے اور ان کو ہر طرح کا تعاون پیش کرنا چاہیے۔ساتھ ہی نومسلموں کی کفالت، شادی، بیاہ اور مساوات کا خیال رکھنا چاہیے۔ذات برادری، گورے، کالے اور علاقائیت و عصبیت کا انہیں ذرہ برابر بھی احساس نہیں ہونا چاہیے۔ان کو مسلمانوں میں آ کر سکون اور تحفظ ملنا چاہیے، مختلف مذاہب و قوم اور نسل کے لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔یہ روشن مستقبل کی علامت ہے لیکن تاریک پہلو یہ ہے کہ خاندانی مسلمان اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔قرآن اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہونے والے خاندانی مسلمان کی آبادی میں آتے ہیں تو انہیں سخت مایوسی ہوتی ہے۔ساتھ ہی نومسلموں کی تالیف قلب اور ان کی مدد کے لیے مسلم آبادی بہت محتاط رویہ اپناتی ہے۔بسا اوقات ان کے ساتھ بدسلوکی و بداخلاقی کا مظاہرہ بھی کرتی ہے۔ایک واقعہ بطور عبرت و نصیحت پیش کیا جا رہا ہے۔ایک نومسلمہ صالحہ نے خود اپنا واقعہ سمیہ نسیم صاحبہ کو یوں بیان کیا ہے:

''میں آج سے تیرہ سال قبل تک تاریکیوں میں تھی۔میرے ماں باپ نے مجھے دنیاوی اعتبار سے بہترین تعلیم دلوائی، عیش و عشرت کا تقریباً ہر سامان اور سبب مہیا کیا یہاں تک کہ میں سعودی ایئر لائنس میں ایئر ہوسٹس بن گئی۔ہر طرح کی آزادی اور عیش و عشرت کی زندگی مجھے میسر

تھی ۔ڈیوٹی کے وقت میں ڈیوٹی اور باقی وقتوں میں کلبوں اور پارٹیوں میں جانا میرا معمول تھا۔ بظاہر مادی اعتبار سے ایک چوبیس سالہ جوان لڑکی کو جن چیزوں کی تمنا ہوتی ہے میرے پاس وہ سب کچھ تھا۔لیکن کیا آپ یقین کریں گی کہ سب کچھ ہونے کے باوجود میرے پاس ایک چیز نہیں تھی اور وہ تھا ''دل کا سکون''؟ لہٰذا اندر سے میں خالی اور بے چین تھی ۔ میرے دل کو چین اور اطمینان نصیب نہیں تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایئر لائنس کے اسٹاف میں دوطرح کی لڑکیاں ہیں ۔ ایک تو میری طرح کلبوں اور پارٹیوں میں وقت گذارنے والی اور دوسری کئی ایسی ہیں جو کلبوں اور پارٹیوں میں نہیں جاتیں ۔اسی دوران رمضان کا مبارک مہینہ آگیا ۔ میں دیکھتی کہ میں تو لنچ کرتی ہوں لیکن میری ساتھی مسلمان لڑکی صبح سے شام تک کچھ نہیں کھاتی ۔شام کو ہی کھاتی ہے۔شروع میں تو مجھے بڑا عجیب لگا، لیکن میرے اندر تجسس آگیا اور میں بالکل الگ طرح کی نظر آنے والی مسلمان لڑکیوں سے کچھ سوالات پوچھنے لگی۔ انھوں نے میرے ہر سوال کا اطمینان بخش جواب دیا۔ پھر میری درخواست پر کچھ کتابیں بھی دیں۔سعودی ہوائی اڈوں پر اسٹاف کے لیے کافی کتابیں مہیا رہتی ہیں ۔ان کو پڑھنا شروع کیا تو سچ اور روزِ روشن کی طرح عیاں ہوکر سامنے آگیا۔ الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچائی کو قبول کرنے کا جرأت مندانہ قدم اٹھانے کی ہمت دی۔اور آج سے تیرہ سال پہلے میں نے باقاعدہ عدالتی اور کاغذی کارروائیوں کے ساتھ سچائی کی گواہی دی۔ مجھے سعودیہ میں ہی ایک صالحہ اور داعیہ خاتون مل گئیں ۔جن سے میں نے نماز سے لے کر بہت سی باتیں اور مسائل وغیرہ سیکھے ۔اب تک میں نے بیت اللہ کا دیدار نہیں کیا تھا، وہی مجھے عمرہ کرانے لے گئیں اور بس وہ میری زندگی کا عجیب لمحہ تھا۔ بیت اللہ میری گنہگار آنکھوں کے بالکل سامنے تھا، کافی دیر تک تو میری ٹکٹکی بندھی رہی، میں ایسا کھوئی کہ پلک جھپکانا ہی بھول گئی۔ان احساسات کو بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ ہی نہیں ،ہاں اتنا ضرور کہنا چاہوں گی کہ تمام تر مشکلات کے باوجود اسی وقت میں نے یہ ارادہ کرلیا کہ اب مجھے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا۔شاید اسی دربار سے تقسیم ہونے والی ہدایت کا کرشمہ تھا کہ میں نے غلافِ کعبہ پکڑ کر اللہ سے عہد کیا کہ اب میں پلٹ کر پیچھے نہیں دیکھوں گی اور دعا مانگی کہ اللہ! مجھ کمزور لڑکی کو سہارا دینا!!!''۔

اس کے بعد جب میں پہلی مرتبہ گھر آئی تو رات میں سب کے سو جانے کے بعد نماز کے

لیے کھڑی ہوئی، لیکن میرے باپ نے دیکھ لیا اور بہت مارا۔گھر میں ایک ہنگامہ بپا ہوگیا کہ یہ کیا ہوگیا۔ ماں تو ماں ہوتی ہے۔ ماں نے میرا ساتھ دیا اور باپ کو سمجھایا کہ سعودی ایئر لائنس میں کام کرنے کی وجہ سے دوستوں کا اثر ہوگیا ہے۔ دھیرے دھیرے ٹھیک ہوجائے گی۔لیکن جب باپ نے دیکھا کہ میں نہیں مان رہی تو گھر اور میرا ساتھ دینے کی وجہ سے ماں کو بھی چھوڑ کر چلے گئے۔ آج تک اس کے بعد میں نے ان کی صورت نہیں دیکھی ہے۔اس کے بعد تین سال ایسے گذرے کہ میرے سمجھانے سے میری ماں اور بھائی، بہن آہستہ آہستہ اسلام کے کافی قریب آگئے، لیکن اس کے بعد میری زندگی میں جو ہوا اس کی وجہ سے وہ قربت پھر دوری میں بدل گئی۔ ہوا یہ کہ اب میری عمر ستائیس سال ہوچکی تھی، لہٰذا شادی کے لیے اخبار میں اشتہار دیا گیا، میری نوکری کی وجہ سے خوب رشتے آئے، ان میں ایک گھر میں میری شادی ہوگئی ،لیکن چند مہینوں میں مجھے اندازہ ہوگیا کہ یہ تو صرف نام کے مسلمان ہیں ۔ میں ان کو سمجھاتی کہ جس تہذیب کو میں تھوک کر آئی ہوں تم لوگ اسے کیوں چاٹ رہے ہو۔تھوڑا بہت فرق بھی آیا لیکن زیادہ نہیں، یہاں تک کہ میں دو سال میں دو بچوں کی ماں بن گئی اور مجھے نوکری بھی چھوڑنی پڑی۔نوکری چھوڑتے ہی ان لوگوں کا اصلی چہرہ سامنے آگیا کہ ان کو صرف تنخواہ سے دلچسپی تھی جو اَب باقی نہ رہی ۔ بلکہ ظلم یہاں تک کہ میری (غیر مسلم) ماں کے سامنے بھی مار پیٹ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ بالآخر میری کوشش کے باوجود وہ رشتہ باقی نہ رہا۔ ابھی بھی مقدمات چل رہے ہیں ۔اس کے بعد مجھے واپس ماں کے پاس آنا پڑا۔ آج بھی وہی غیر مسلم ماں اور بھائی مجھے سہارا دے رہے ہیں۔ دوسرے رشتہ دار جب یہ کہتے ہیں کہ دیکھ لیا! مسلمان ایسے ہوتے ہیں؟ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟ سعودیہ سے آنے کے بعد آج تک سالوں سے ہندوستان میں اپنے شہر میں تلاش کرکر کے تھک گئی لیکن مجھے حقیقی مسلمان نہیں ملا۔ میرے بالکل پڑوس میں مسلمان ہیں لیکن مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین کو بھلا کیوں دیا؟ میں اپنے بچوں سے بتاتی ہوں کہ بیٹا اسلام میں شراب حرام ہے تو وہ پوچھتا ہے، لیکن برابر والے گھر میں تو پارٹیوں میں شراب چلتی ہے، وہ بھی تو مسلمان ہیں۔ میں اس کو سمجھاتی ہوں کہ بیٹا اسلام میں موسیقی حرام ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ فلاں پڑوسی بھی تو مسلمان ہیں لیکن اس کے گھر سے روزانہ رات دیر تک تیز موسیقی

کی آواز آتی رہتی ہے۔ مجھے اب بچوں کی فکر ہے کہ کہیں میرے رشتہ داروں کی باتوں کی وجہ سے اور مسلم معاشرہ کی اکثریت کا اسلام کے بالکل مخالف طرزِ زندگی کو دیکھ دیکھ کر وہ بری طرح الجھن اور کنفیوژن کا شکار نہ ہوجائیں اور بالآخر آگے چل کر ان سے ایمان کی نعمت چھن جائے۔ بس سمیہ میرے لیے اور میرے بچوں کے لیے دعا کریں کہ اللہ ہم سب کو اور ہماری اولادوں کی اولادوں کو واپس ارتداد اور کفر وشرک کی تاریکیوں میں بھٹکنے سے بچالے۔ مجھے بنگلور کے اس اسکول کے اسلامی ماحول میں آکر کتنا اطمینان اور خوشی ہوئی ہے اس کا اندازہ شاید آپ کو نہ ہو۔ آج پھر مجھے اخلاص کی دولت دوبارہ ملی اور پکا ارادہ ملا کہ جو کچھ کرنا ہے اپنی زندگی میں صرف اللہ رب العزت کو راضی کرنے کے لیے کرنا ہے اور یہ اطمینان بھی ملا کہ میرا بچہ مجھ سے دور ہوگا لیکن محفوظ ہاتھوں میں ہوگا اور اس کو بہتر تربیت ملے گی۔ مجھے یہ فکر نہیں کہ اس کے آرام میں کمی ہوجائے گی، بس فکر ہے تو اس کی کہ ایمان میں کمی اور کمزوری نہ آجائے۔ (ماہنامہ النور بانڈی پورہ کشمیر، نومبر ۲۰۱۰ء ص ۶۷۔۶۸ بحوالہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ)

اس ایمان افروز واقعہ سے تبلیغی جماعت کے کام کی وقعت واہمیت ثابت ہوجاتی ہے کہ مسلمانوں کے ہر ہر فرد کی زندگی میں اسلام داخل ہوجائے۔ مسلم خاندان اور معاشرہ دورِ نبوی کا نمونہ بن جائے۔ جب تک اسلام پر مسلمان عمل پیرا نہیں ہوں گے اس وقت تک اللہ کی مدد و نصرت انہیں حاصل نہیں ہوسکتی ہے اور ان کے غیر اسلامی اعمال وافعال لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے میں رکاوٹ بنتے رہیں گے۔ اس موقع پر حضرت مولانا سید سلیمان ندوی کی اس عبارت کو پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

''حکیمانہ دعوت وتبلیغ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اسلام کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس پر اسلام کی بنیاد، اسلام کی قوت، اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی منحصر ہے اور آج سب زمانوں سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے اور غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کو مسلمان نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان اور قومی مسلمانوں کو دینی مسلمان بنانا ہے۔ حق ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت دیکھ کر قرآن کی یہ ندا ''یا ایھا الذین آمَنُوا اٰمِنُوا'' اے مسلمانو! مسلمان بنو، کو پورے زور وشور سے بلند کیا جائے اور اس راہ میں وہ جفاکشی، وہ محنت

کوشی اور وہ ہمت اور وہ قوتِ مجاہدہ صرف کی جائے جو دنیادار لوگ دنیا کے عزوجاہ اور حصولِ طاقت میں صرف کررہے ہیں، جس میں حصولِ مقصد کی خاطر ہر متاعِ عزیز کو قربان کرنے اور ہر مانع کو بیچ سے ہٹانے کے لیے ناقابلِ تسخیر طاقت پیدا ہوتی ہے۔ کشش سے، کوشش سے، جان و مال سے، ہر راہ سے اس میں قدم آگے بڑھایا جائے اور حصولِ مقصد کی خاطر وہ جنوں کی کیفیت اپنے اندر پیدا کیا جائے جس کے بغیر دین ودنیا کا نہ کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہوگا''۔ (مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی خدمات، مؤلفہ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے مقدمہ سے ماخوذ ص ۲۶۔۲۵)

دعوت وتبلیغ ایک اہم فریضہ ہے۔ اسلام کی دعوت وتبلیغ اور نشر واشاعت کے مختلف ذرائع وسائل ہیں۔ وقت وحالات کے تحت طریقۂ دعوت میں بھی تبدیلی کی جاتی ہے۔ ایک جماعت داعیانہ صفات سے متصف ہوکر غیر مسلموں میں دعوت وتبلیغ کے لیے وقف ہوں اور ایک جماعت مسلمانوں میں دعوت وتبلیغ کے لیے وقف ہو اور دونوں جماعتیں ایک دوسرے کی معاون ومددگار رہوں۔ دعوت وتبلیغ کے فرائض کو انجام دینے والی عالمی وملکی جماعتیں ایک مربوط نظام بنا کر مزید بہتر نتائج وثمرات سے ہمکنار ہوسکتی ہیں اور دنیا خیر وسکون اور امن وامان کی جانب گامزن ہوسکتی ہے۔ مدارسِ اسلامیہ اور خانقاہوں نے بھی علم دین کی نشر واشاعت، مسلم معاشرہ میں دینی بیداری، اسلامی تہذیب تمدن کے بقا اور ملت اسلامیہ کے تحفظ میں ناقابلِ فراموش کارنامہ انجام دیا ہے۔ اسی طرح دیگر تحریکوں اور تنظیموں نے بھی اس سلسلہ میں اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ اس لیے تمام اسلامی وملی خدمات سے وابستہ افراد، جماعت، سوسائٹی، ٹرسٹ اور اداروں کو باہم رفیق بن کر اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی وسرخروئی اور تحفظ وبقا میں اپنی صلاحیت ولیاقت اور وسائل وذرائع کو وقف کردینا چاہیے اور دین کے ہر کام میں ایک دوسرے کی مدد کا ہاتھ بڑھانا چاہیے۔ امت مسلمہ کی ہمہ جہت ترقیات میں نام ونمود، شہرت وعہدہ، مفاد پرستی وخود غرضی، اسراف وفضول خرچی، جمود وتعطل اور علاقائیت وگروہ بندی سے اوپر اٹھ کر اللہ کی رضا وخوشنودی اور بدلہ وعزت کا طالب رہنا چاہیے۔ تمام انبیائے کرام نے پیغام رسانی، علم وحکمت اور تزکیہ نفس پر کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا بلکہ انسانوں سے مخاطب ہوکر کہا'' مـــا

اسئلکم علیه اجری الا اجری الا علی اللّٰه ''عہدہ ومنصب،حکومت وسیادت، مال ودولت اور عیش وعشرت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ سے ملانے کا فریضہ انجام دیا۔ انسانوں کو شرک و بدعات ، اوہام و خرافات اور ابلیسی نظام سے نکال کر روشنی و ہدایت اور نظامِ الٰہی سے وابستہ کیا۔ صحابۂ کرام، تابعین و تبع تابعین اور اسلافِ امت نے انبیاءِ کرام کے نقش قدم پر چل کر دعوت و تبلیغ کے فریضہ کو انجام دیا۔ عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، اور معاشرت کے سلسلے میں کتاب وسنت سے رہنمائی حاصل کی اور تمام انسانوں کو اسلام کے مکمل و جامع دستورِ حیات سے وابستہ کرنے میں پوری کوشش کی۔ نظامِ حکومت و سیاست، نظامِ عدل و انصاف، نظامِ معیشت وتجارت، معاشرتی امور، اسلامی افواج اور جہاد کے سلسلے میں انہوں نے قرآن وحدیث سے ہی رہنمائی حاصل کی، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کو ایک مکمل دستورِ حیات کی حیثیت سے غیر مسلموں میں پیش کیا جائے۔ اور مسلمانوں کے ہر ہر فرد، خاندان اور معاشرہ کے اصلاح وفلاح کے لیے منظّم تحریک چلائی جائے اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی معاشرہ کے طرز پر مسلم معاشرہ کو تشکیل دیا جائے۔ اس سلسلے میں علماء، صلحاء، دعاۃ، ائمہ وخطباء، مبلغین و مصلحین اور مصنفین ومفکرین کو قائدانہ رول ادا کرنا چاہیے اور دعوت وتبلیغ کے فریضہ کو انجام دیتے ہوئے اصلاحِ معاشرہ کی ذمہ داری نبھانی چاہیے۔ ورنہ نسلی مسلمانوں کے اعمال واخلاق کو دیکھ کر نومسلموں کو مایوسی ہوتی رہے گی اور بہت سے غیر مسلموں کے اسلام کی طرف بڑھتے قدم رُک جائیں گے۔

☆☆☆

جھیز ایک ناسور

یہ کتاب اردو ہندی میں تین ایڈیشن شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہے اور اہلِ نظر سے خراجِ تحسین حاصل کرچکی ہے۔ اس کتاب کا اختصار سب سے پہلے ماہنامہ ''ہدایت'' جے پور میں نو قسطوں میں شائع ہوا اور ''مجلس نوجوانانِ ملت'' جے پور نے اس کو ہندی زبان میں اس موقع پر شائع کیا جب ۶۱ لڑکوں کی شادی بغیر کسی تلک وجہیز کے ہوئی، اس اجتماعی شادی میں راجستھان کے گورنر، وزرائے حکومت اور معززینِ شہر شریک ہوئے۔ اللہ کے فضل وکرم سے اس کو قبولیت عام وخاص حاصل ہوئی۔

اس کتاب کا پہلا اردو ایڈیشن ۲۰۰۱ء میں فرید بکڈپو، دہلی سے شائع ہوا جس کو توقع سے زیادہ مقبولیت و پذیرائی حاصل ہوئی، دوسرا ایڈیشن ضروری ترمیم واضافے کے ساتھ مکتبہ مدینہ دیوبند سے شائع ہوا ہے۔ ۱۴۴ رصفحات پر مشتمل یہ کتاب علمائے کرام کی گرانقدر تحریروں اور اہم دارالافتاء کے فتاویٰ سے آراستہ ہے۔ اس کتاب کے متعلق علمائے کرام کے تاثرات....

''......جہیز اور تلک کے موضوع پر گہرے تجزیہ، اعداد وشمار کے ذریعہ مسئلہ کی تفہیم اور پھر اس کی فقہی اور شرعی حیثیت پر یہ نہایت ہی مفصل، جامع اور چشم کشا تحریر ہے اور مصنف کے علمی ذوق اور تصنیفی سلیقہ کی غماز بھی......

(مایہ ناز مصنف ومحقق) حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی۔ بانی وناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد)

''ماشاءاللہ آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے لکھی ہے اور بہت ہی عمدہ مواد یکجا کردیا ہے، اللہ آپ کی اس گراں قدر محنت کو قبول فرمائے اور آپ کے لیے زادِ آخرت بنائے، مجھے توقع ہے کہ آپ آئندہ بھی اس طرح علمی و دینی مضامین پر کام کرتے رہیں، جن سے ملک وملت کو فائدہ پہنچتا رہے۔''

(حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحی مدظلہ العالی، صدر اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

درحقیقت جہیز کے موضوع پر مولانا مفتی محمد شمشاد ندوی صاحب کا فکر انگیز، مبسوط، علمی وتحقیقی اور فقہی دلائل سے مربوط کتاب ہے، اس لیے یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ اصلاحِ معاشرہ کے علمبرداروں کے حق میں قیمتی سوغات ہے اور دانشورانِ ملت کے لیے لمحۂ فکریہ اور سنگ میل ہے''۔ (صحافی وتجزیہ نگار مولانا عبدالقدوس صاحب قاسمی)

''یہ کتاب اصلاحِ امت کا درد رکھنے والے اہلِ علم ودانش کے لیے بیش بہا خزانہ ہے، مؤلف نے احادیث، اقوالِ فقہا اور اخباری رپورٹوں کے حوالے نقل کرکے کتاب کی علمی حیثیت کو بلند مقام عطا کیا ہے۔

(مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی، استاذ حدیث وادب جامعۃ الہدایہ، جے پور)

''فاضل ندوہ محترم مولانا محمد شمشاد صاحب نے ''ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر'' پر عمل کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی ''الدین النصیحة'' کے پیش نظر مسلم معاشرہ کے ایک بڑے بگاڑ کی اصلاح کی طرف قدم اٹھایا اور قلم کو متحرک کیا ہے، مولانا کی یہ مساعی اور یہ جذبۂ خیر لائق تحسین ہے، قابلِ اجر ہے، ضروری ہے کہ مسلم معاشرہ اس سے استفادہ کرے'' (حضرت مولانا حکیم احمد حسن خان صاحب ٹونکی دامت برکاتہم، مفتی شہر جے پور راجستھان)

صفحات: ۱۴۴ ______ **قیمت:** ۳۰ ______ **ملنے کے پتے :**

1. **Maktaba Madania**, Safaid Masjid, Deoband - 247554 (U.P.)
   Phone No. 01336-224729, 223183 M. No. 09897915323
2. **Fareed Book Depot (Pvt.) Ltd.**
   2158, M.P. Street, Pataudi House, Dariaganj, New Delhi-2
   Phone No. 011-23289159, 23289786